سلسلہ اصلاحی مواعظ 1

پرفتن دور کے اعمال

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

مکتبۃ الحسینیۃ

سلسلہ اصلاحی مواعظ 1

پُرفتن دور کے اعمال

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

مدرس جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبۃ الحسنین

نام کتاب : پُرفتن دور کے اعمال
وعظ : حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
تاریخِ طبع : ربیع الاول/۱۴۳۲ھ بمطابق فروری ۲۰۱۱ء
تعداد : ۱۱۰۰
ناشر : مکتبۃ الحسنین

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحسنین
طیبہ اسلامی مرکز دوکان نمبر ۴
نزد جامع مسجد رفاہ عام
ملیر ہالٹ کراچی
فون : 03333730428

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ○اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

کَمَثَلِ الشَّیۡطَانِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اکۡفُرۡ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیۡ بَرِیۡۤءٌ مِّنۡکَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ○ فَکَانَ عَاقِبَتَہُمَاۤ اَنَّہُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیۡنِ فِیۡہَا وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ○ (سورۃ الحشر)

وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ:﴿ وَقَالَ الشَّیۡطَانُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَوَعَدۡتُّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطَانٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ مَّاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ﴾ (سورۃ الابراہیم)

وسوسہ اور الہام

محترم میرے بھائیو اور دوستو! دنیا میں جب انسان نیکی کرتا ہے تو وہ نیکی کا القاء اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا ہوتے ہی اس کے ساتھ ایک فرشتے کو پیدا فرمایا جو ہمیشہ اسے خیر اور نیکی کی باتیں دل میں ڈالتا رہتا ہے، خیر کی باتیں القاء کرتا رہتا ہے، اگر انسان کے اندر نیکیاں جمع ہوتی رہیں، خیر کے

اعمال کرتا رہے تو آدمی میں فرشتے کے القاء کی اور فرشتے کی بات کو لینے کی صلاحیت موجود رہتی ہے، لیکن اگر آدمی گناہوں میں لگ جائے، نافرمانیوں میں لگ جائے تو وہ فرشتے کی بات کو لینے کی جو صلاحیت موجود ہوتی ہے وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے تو وہ شیطان کی یلغار انسان پر ہونے لگتی ہے، پھر شیطان آدمی کے دل میں بڑے بڑے وسوسے ڈالتا ہے اور آدمی سے ایسی ایسی نافرمانیاں کرواتا ہے کہ جن کا آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا اور وہ نافرمانی جب انسان کر لیتا ہے تو پھر شیطان دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی براءت کا اعلان کرتا ہے اور کہتا ہے میں کوئی تجھے پکڑ کر گناہ کی طرف تو نہیں لایا تھا۔

شیطان کی طرف سے اعلان برأت

جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو یہ سارے جہنم والے جمع ہو کر شیطان کے پاس آئیں گے، شیطان بھی جہنم میں ہوگا، سارے کے سارے اس کو الزام دیں گے، ڈانٹیں گے، گالیاں دیں گے، چیخ و پکار کریں گے، جھڑکیں گے، مرد بھی، عورتیں بھی سارا مجمع اس کے پاس جمع ہو جائے گا اور اس سے کہیں گے کہ جناب یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے ہمیں گمراہ کیا، گناہوں کی طرف بلاتا رہا، گناہوں کی طرف دعوت دیتا رہا اور آج ہم تیرے کرتوتوں کی وجہ سے جہنم میں جل رہے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ وہاں یہ ہوگا کہ شیطان کو ایک اونچی جگہ پر بٹھایا جائے گا اور وہ جہنم میں سب جہنمیوں سے خطاب کرے گا اور خطاب کر کے یہ کہے گا:

''إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ''

اللہ نے ایک وعدہ لیا تھا اور وہ سچا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا، دین کا، احکامات کا وعدہ دیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ احکامات اپنی زندگی میں لے کر آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دیں گے اور اگر نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دیں گے:

"وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ"

اور ایک وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا، میرا وعدہ تو جھوٹا ہی تھا۔

"وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي"

میرا تم پر کوئی جبر تو نہیں تھا بس میں نے تو تم کو بلایا (گناہ کی طرف) تم نے میری بات مان لی۔

یعنی میں نے تمہیں تھوڑی سی گناہوں کی لذت دکھائی اور تم گناہ کی طرف آ گئے، میں نے گریبان سے نہیں پکڑا تھا، میں نے ہاتھوں سے نہیں پکڑا تھا، میں نے کانوں سے نہیں پکڑا تھا، میں نے تو ایک راہ دکھائی آپ کو، گناہ کا راستہ دکھایا تھا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو اتنے دلائل نیکیوں کی موجود تھے اور گناہ سے بچنے کے اتنے دلائل موجود تھے کہ ان دلائل کا اثر آپ پر کچھ بھی نہ ہوا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تو انسان کو گناہوں سے بچنے اور گناہوں سے باز رہنے کے ایسے اسباب موجود ہیں کہ آدمی ان اسباب کو دیکھے اور سمجھے تو آدمی گناہوں سے بچ جائے، لیکن وہ یہ ہی کہے گا کہ میں نے تو تمہیں صرف ایک راستہ دکھایا تھا اور تم میرے راستے کے پیچھے چل

پڑے۔ (اللہ ہماری حفاظت فرمائے!)

شیطان کی گمراہی کی مثال

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک چھوٹے بچے کے ہاتھ میں ایک انتہائی قیمتی ہیرا ہے یا انتہائی قیمتی موتی ہو یا انتہائی قیمتی سونا ہو اور اس بچے سے کہا جائے کہ بیٹے اس سونے کو، اس ہیرے کو خیال رکھنا، گم نہ کر دینا، ایسا نہ ہو تجھ سے کوئی چھین کر لے جائے تو بہت سمجھائیں، والدین بہت سمجھائیں، وہ چار سالہ بچہ، پانچ سالہ بچہ اس بات کو کیا سمجھے گا؟ ایک آدمی آتا ہے، ایک ٹافی اس بچے کو دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے دے دو اور ٹافی مجھ سے لے لو، تو آپ اندازہ کریں، وہ بچہ تو بچہ ہے، وہ کیا کریگا؟ وہ دے دے گا اور وہ ٹافی لے لے گا، اس لئے کہ بچے کی عقل میں ابھی یہ صلاحیت نہیں ہے کہ بچہ اس بات کو سمجھے کہ نفع بخش کیا ہے، نقصان دہ کیا ہے، اسے معلوم نہیں ہے کہ اس سونے کی اور اس ہیرے کی قیمت میں ہزاروں، کروڑوں ٹافیاں آسکتی ہیں، اسے یہ بات معلوم نہیں ہے۔

تو میرے عزیز دوستو! جس طرح اس لٹیرے نے، اس بچے کو ٹافی دکھائی اور اس سے قیمتی سامان لے کے چلا گیا اسی طرح سے شیطان ہمیں گمراہ کرتا ہے، اسی طرح سے شیطان ایک چیز، ایک راستہ نافرمانیوں کا انسان کو دکھاتا ہے، اس کی لذتیں دکھاتا ہے، عارضی فوائد دکھاتا ہے اور ان پر چلا دیتا ہے، اور جب آدمی چل پڑتا ہے، نافرمانیاں کرنے لگتا ہے تو پھر شیطان کہتا ہے اب تو میں تجھ سے بری ہو گیا ہوں یہ تو

نے کیا ہے، میں نے نہیں کروایا ہے، تو نے جو کچھ کیا ہے تو خود وہ بھگتنا اور جہنم میں پھر وہی کہے گا:

"فَلَا تَلُومُونِیْ وَلُومُوْا أَنفُسَكُم مَّا أَنَاْ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِیَّ"

تم سب مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، آج نہ میں تمہیں اس عذاب سے بچا سکتا ہوں نہ تم مجھے اس عذاب سے بچا سکتے ہو، اس لئے کہ جب نقصان ہو گیا تو نقصان ہو گیا۔

پرفتن زمانہ

اس لئے میرے عزیز دوستو اور محترم بزرگو! اس پرفتن زمانے میں، ایسے زمانے کے بارے میں رسولِ پاک ﷺ نے نشاندہی فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا کہ:

"فتنة رجل"

آدمی کا اپنا بھی فتنہ ہوگا۔

"فی بیته"

اس کے گھر میں۔

"فی ماله"

اس کے مال میں۔

"فی اولاده"

اس کی اولاد میں۔

اس کے گھر میں، ہر طرف آزمائش ہی آزمائش ہے، انسان کے لئے فتنہ ہی فتنہ ہے، فتنہ مصائب کو بھی کہا جاتا ہے، فتنہ آزمائش کو بھی کہا جاتا ہے، فتنہ باطل کو بھی کہا

جاتا ہے، فتنہ قتل وغارت کو بھی کہا جاتا ہے، یہ ساری چیزیں فتنوں میں آتی ہیں، یقیناً پُر فتن زمانہ ہے اور رسولِ پاک ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ایسا زمانہ آئے کہ مال میں بھی انسان کے گمراہ ہونے کے بے شمار مواقع ہوں، اور گھر میں بھی گمراہی کے بے شمار اسباب موجود ہوں اور اولاد میں بھی انسان کی گمراہی کے بے شمار اسباب موجود ہوں، دائیں بائیں، آگے پیچھے، جہاں دیکھو نافرمانی کے، بغاوت کے، فتنے کے اسباب ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ ایسے حالات میں ہم کیا کریں؟

نماز راہِ نجات ہے

تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تکفلها الصلوٰة"

یہ نماز ان فتنوں کو دبا دے گی۔

ایک وہ آدمی جو نماز کا اہتمام کرے گا وہ ان فتنوں سے بچ جائے گا، وہ شیطان کے مس سے، فریب سے، اس کی چالوں سے بچ جائے گا۔

"الصوم"

روزہ۔

فرمایا دوسرہ وہ آدمی جو روزے کا اہتمام کرے گا، روزے دار ان فتنوں سے بچ جائے گا۔ ارشاد فرمایا تیسرا:

"الامر بالمعروف و النهي عن المنكر"

وہ آدمی جو نیکیوں کا حکم کر رہا ہو گناہوں سے لوگوں کو روکتا ہو۔

فرمایا کہ یہ آدمی بھی ایسے فتنوں سے بچ جائے گا۔

پہلا آدمی نماز کا جو اہتمام کرے گا، ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی فتنوں سے بچ جائے گا، آج ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اپنے گھر کا جائزہ لیں کہ گھر میں ہمارے ہاں نماز کی کیا کیفیت ہے، جس نماز کے متعلق رسول پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

☆ایک مسلمان اور کافر کے درمیان میں فرق نماز سے ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

☆حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہدو میثاق ہے، (یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں جو اسلام کی خاص نشانی اور اسلام کا شعار ہے) پس جو کوئی نماز چھوڑ دے گا تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کر کافرانہ طریقہ اختیار کرلیا۔ (ترمذی)

☆حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کے میرے خلیل و محبوب ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرنا اگر چہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردئے جائیں اور تمہیں آگ میں بھون دیا جائے، اور خبردار کبھی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا، کیوں کہ جس نے دیدہ و دانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی جو اللہ کی طرف سے اس کے وفادار صاحب ایمان بندوں کے لئے ہے، اور خبردار شراب کبھی نہ پینا کیوں کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

جس کے متعلق اللہ کا رسول یہ بتارہا ہے کہ یہ ایمان کی، یہ اسلام کی علامت ہے، جس کے متعلق اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ:

جس نے ایک نماز کو چھوڑا اُس نے اتنا بڑا نقصان کیا جیسا کہ اُس کے اہل و عیال اور مال و متاع سب برباد ہو گیا ہو۔ (الترغیب والترھیب)

کبھی کبھی سوچا کریں ایک آدمی گھر میں آرام کر رہا ہو، اللہ نہ کرے آگ لگ جائے اور گھر کا سارا سامان جل کر راکھ ہو جائے، سارے گھر والے بھی جل کر مر جائیں، مکان بھی کوئلہ بن جائے، کچھ بھی نہ بچے، بس گھر کا ایک ہی آدمی بچ جائے تو بتایئے اس کا کتنا بڑا نقصان ہوگا، جس کے اہل و عیال بھی اللہ نہ کرے جل گئے ہوں، مال و مکان بھی جل کر بھسم ہو جائے، یہ کوئی معمولی نقصان ہے......؟ کیا ساری زندگی وہ اس نقصان کو بھولے گا......؟ کیا وہ چین سے کھانا کھائے گا......؟ یا اطمینان سے سو جائے گا......کیا سارے لوگوں کی ہمدردی اس کے ساتھ نہیں ہونگی......؟ اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا کہ جس نے ایک نماز کو چھوڑا اس کا نقصان ایسا ہی ہے جس طرح کہ اس کا سب کچھ تباہ ہو گیا ہو، والدین کی ذمہ داری ہے وہ اولاد کے اس نقصان کی فکر کریں اور وہ تڑپ جائیں اور وہ رونے لگ جائیں کہ کیا ہو رہا ہے میرا بیٹا نماز کی طرف کیوں نہیں جا رہا؟ آج اگر بیٹے کو نوکری نہ ملے یا بیٹا بیمار ہو جائے اور اگر بیٹے کی نوکری چھوٹ جائے تو آپ دیکھیں ماں باپ کی کیا بے تابی اور کیا پریشانی ہوتی ہے؟ تو کس طرح پریشان ہو جاتے ہیں؟ اس لئے کہ ظاہری دنیا کا نقصان نظر آتا ہے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کتنا بڑا نقصان کر رہا ہے۔ شیطان نے ایک سجدہ چھوڑا تھا تو ہمیشہ کے لئے معلون و مردود ہو گیا۔

ایک بے نمازی روزانہ ۴۰ سجدے چھوڑتا ہے؟

روزانہ کی جو نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں، وہ پانچ نمازیں ہیں، پانچ نمازوں میں اگر فرائض آپ دیکھیں ۱۷ فرائض ہیں اور تین رکعت نماز وتر آپ لگائیں تو یہ بیس رکعتوں کی ادائیگی انسان کے ذمے لازم اور انتہائی ضروری ہے، کسی حال میں ان بیس رکعتوں کی ادیئگی کا چھٹکارا نہیں ہے اور ہر رکعت میں دو دو سجدے ہوتے ہیں تو گویا جس نے روزانہ کی بیس رکعتیں نماز کی چھوڑ دیں اس نے اللہ تعالیٰ کے چالیس سجدوں سے اعراض کردیا، چالیس سجدے اس نے چھوڑ دیئے، "انا للہ وانا الیہ راجعون" کتنا بڑا نقصان کردیا؟ اور شیطان نے کتنے سجدے چھوڑے تھے جو جنت سے نکالا گیا؟ ایک سجدہ! ایک ہی سجدہ تھا کہ آدم کو سجدہ کرو اس نے کہا نہیں کرتا ہوں، اس لئے کہ اے اللہ تو نے اسے مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے بنایا ہے تو میں تو اس سے بہتر ہوں، انکار کردیا، سجدہ نہیں کیا، اللہ نے راندۂ درگاہ کردیا، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت سے نکال دیا، تو جو آدمی روزانہ چالیس سجدوں کا تارک بنا بیٹھا ہوا ہے، چالیس سجدوں کو چھوڑ رہا ہے!

نرم نرم، گرم گرم روٹی اسے بھی مل رہی ہے!

ٹھنڈا اور میٹھا پانی اس کو بھی میسر ہو رہا ہے!

ٹھنڈی ہوائیں اس کو بھی میسر ہو رہی ہیں!

سردی گرمی کا سامان اس کو بھی مل رہا ہے!

چالیس سجدوں کو ترک کرکے، پھر بھی ہنس رہا ہے؟

قہقہے لگا رہا ہے؟

دنیا میں جی رہا ہے؟

ایسے شخص کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے جو اللہ کے اتنے بڑے فریضے سے غافل ہو، نماز جیسی نعمتِ عظمیٰ کو چھوڑ دے جسے عطاء کرنے کے لئے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو آسمانوں پر بلایا۔

میرے دوستو، بزرگو! سمجھنے کی بات ہے، سوچنے کی بات ہے کہ کتنا بڑا جرم ہے، اور اگر ان چالیس سجدوں کے ساتھ سنتِ مؤکدہ کو بھی لگا لیا جائے، وہ سنتِ مؤکدہ کہ جن کی ادائیگی کے متعلق احادیث میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے وہ بارہ رکعات ہیں، اور بارہ رکعتوں کے چوبیس سجدے بنتے ہیں، اور وہ چالیس اور چوبیس یہ ملا لو تو چونسٹھ سجدے ہو جاتے ہیں روزانہ ایک بے نمازی چونسٹھ سجدے چھوڑتا ہے۔

گھر میں بے سکونی کیوں؟

آپ اندازہ کریں کہ اس سے کتنا بڑا جرم کیا، شیطان ایک سجدہ چھوڑنے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ مردود ہو گیا، راندۂ درگاہ ہو گیا اور یہ روزانہ چالیس یا چونسٹھ سجدے چھوڑ رہا ہے اور اتنے سجدوں کا تارک بن رہا ہے تو پھر گھر کے اندر فتنے نہیں آئیں گے تو کیا آئے گا؟

تو پھر گھر کے اندر مصائب اور مصیبتیں نہیں آئیں گی تو کیا ہو گا؟

پھر گھر گھر میں لڑائیاں ہونگی!

پھر ہر ہر فرد میں نحوستیں ہونگی!

پھر ماں باپ کے درمیان نفرتوں کے لاوے پک رہے ہونگے!

بھائی بھائی کی شکل دیکھنا گوارہ نہیں کرے گا!

بہن بھائی کے درمیان رنجش چل رہی ہوگی!

ماں کو بیٹی سے اور بیٹی کو ماں سے الرجی ہو رہی ہوگی!

ساس بھاوج کے درمیان آئے دن شدید اختلاف ہو رہا ہوگا!

بھابھی اور نند کے درمیان کی تلخیاں اہل خانہ کا سکون چھین لیں گی!

بغض وعداوت مصائب کھڑے ہوں گے!

گھر کا سکون لٹ جائے گا!

چین رخصت ہوجائے گا!

مالی وسعتوں کی جگہ تنگیاں ڈیرے ڈال دیں گی!

برکتوں کو نحوستیں کھا جائیں گی!

اس لئے کہ روزانہ اللہ تعالی کے اتنے سجدوں کو ترک کیے ہوئے بیٹھا ہوا ہے

ماں نے بھی ترک کردیئے!

بیٹی نے بھی ترک کردیئے!

بیٹے نے بھی ترک کردیئے!

باپ نے بھی ترک کردیئے!

اولادوں نے بھی اتنے سجدوں کو چھوڑ دیا!

آج گھر کے گھر ایسے ہیں کہ جن میں ان سارے سجدوں کو چھوڑا جاتا ہے۔

میرے محترم دوستو، بزرگو! رسولِ پاک ﷺ نے بتایا کہ ایسے پرفتن زمانے میں ان فتنوں سے خلاصی کا ذریعہ نماز ہے، نماز کے ذریعے سے ان فتنوں سے بچ جاؤ گے، نماز کے ذریعے سے آپ شیطان سے دور ہو جاؤ گے، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جب اذان ہوتی ہے اور اذان کے کلمات شروع ہوتے ہیں تو شیطان اتنا دور بھاگ جاتا ہے جہاں تک اس کو آواز نہیں آتی وہاں تک چلا جاتا ہے، شیطان اذان سے، اللہ کے نام سے بھاگتا ہے۔

شیطان کے تسلّط سے محفوظ

میرے عزیز دوستو، بزرگو! جو آدمی نماز کا اہتمام کرے گا وہ اللہ کا مقرب ہو جائے گا، جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں روزانہ پانچ مرتبہ بلایا اور پانچ مرتبہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں جھکنے کا حکم دیا، اگر پانچ مرتبہ اس بندے نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اپنے ماتھے کو جھکا دیا جیسے اللہ کی چاہت ہے، جیسے نماز کا حق ہے، ایسے پانچ مرتبہ اس نے اللہ کے دربار میں اپنے آپ کو جھکا دیا اور نماز کو سنن و مستحبات کی رعایت اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا تو یہ اللہ کا مقرب بن جائے گا، یہ اللہ کا ولی بن جائے گا، یہ اللہ کا نیک بندہ بن جائے گا، جب اللہ کا نیک بندہ ہے تو شیطان کے تسلّط سے بچ جائے گا اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکالا اس وقت اس نے کہہ دیا تھا:

"اِلَّا عِبَادَکَ الْمُخْلَصِیْنَ" (سورۃ حجر)

اے اللہ تیرے مخلص بندوں پر میرا اختیار نہیں چلے گا۔

اللہ اکبر! قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ" (سورۃ نحل)

اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

دو قسم کے آدمیوں پر شیطان کا تسلط، اور شیطان کا کوئی دباؤ اور شیطان کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا:

پہلی قسم

وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں، اب آپ کہیں گے کہ جناب ہم سارے کے سارے ایمان لانے والے ہیں، لیکن صرف ایمان لانا ہی معتبر نہیں بلکہ ایمان کے بعد ایمان کے سارے تقاضے بھی پورے کرتے ہوں، ایمان کے بعد ایمان کا سب سے بڑا تقاضا نماز ہے، جو ایمان لاتے ہوں اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوں۔

دوسری قسم

"وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ"

جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں۔

اللہ کے علاوہ کسی ذات پر ان کا بھروسہ نہ ہو، فرمایا ایسے دو انسان، ایسے انسان کہ جن انسانوں کے اندر یہ دو باتیں پائی جائیں گی وہ شیطان کے تسلط سے باہر ہیں، شیطان کا داؤان پر نہیں چل سکتا، شیطان کا تسلط ایسے لوگوں پر نہیں چل سکتا۔

کن لوگوں پر شیطان کا داؤ چلتا ہے؟

ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ" (سورۂ نحل)

اس (شیطان) کا زور نہیں چلتا ان پر جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور اس کو شریک کرتے ہیں۔

فرمایا شیطان کا داؤ اور تسلّط چلتا ہے الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ یعنی جو لوگ از خود شیطان کو اپنا رفیق بنالیں اور بجائے ایک خدا پر بھروسہ کرنے کے اس پر بھروسہ رکھیں گویا اس کو خدائی کا شریک ٹھہرالیں یا اس کو اغواء سے دوسری چیزوں کو خدا کا شریک مانیں انہیں پر شیطان کا پورا قبضہ اور تسلط ہے کہ جس طرح چاہتا ہے انگلیوں پر نچاتا ہے، یعنی جن لوگوں پر شیطان کا داؤ چلتا ہے شیطان ان کو بہت آسانی سے گمراہ کرلیتا ہے، ان کی بھی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ موڑتے ہوں، اذان ہوگئی، آواز کان میں آگئی، اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا آئی، گھر میں ماں، بہن اپنے کام کو نہ چھوڑے، جوان، بوڑھا، بیٹا، بچہ اپنے کام کو چھوڑ کر اللہ کے حکم کی طرف متوجہ نہ ہو تو یہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعراض اور روگردانی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے، اور جیسے اللہ کے حکم سے منہ موڑلیا۔

دوسری قسم

وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں، اللہ کی ذات میں یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں، اللہ کو ایک تو مانتے ہیں لیکن جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اس طرح کی قدرت کسی نبی، ولی یا فرشتے کے لئے ثابت کرتے ہیں، جس طرح اللہ عالم الغیب ہے یہ عقیدہ کسی اور کے لئے مانتے ہیں، اپنے مصائب میں اور حصولِ اولاد وغیرہ میں اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں، یہ شرک کررہے ہیں، ایسے اعمال بد اور شرکیہ عقائد رکھنے والوں پر شیطان کا تسلّط اور داؤ چلتا ہے، جب یہ اللہ کی طرف سے منہ موڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اعراض فرمالیتا ہے، ان کی زندگی تنگ ہوجاتی ہے، اب اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت سے باہر چلا گیا اب اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہیں فرمائیں گے، جب نہیں فرمائیں گے تو کیا نتیجہ ہوگا؟ اب شیطان کا تسلّط اس کے اوپر آجائے گا، اب شیطان اسے گمراہ کرے گا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خَاسِرِيْنَ“ (حٰم سجدہ آیت ۲۵)

اس آیت مقدسہ میں اس مضمون کو بیان کیا گیا جیسے اللہ کی حفاظت سے نکلا، فرمایا فرشتوں کی حفاظت سے نکلا، شیطان کا تسلّط آیا، جب شیطان کا تسلّط آیا تو شیطان اس کو نافرمانیوں والے اعمال، برے برے اعمال نہ یہ کہ اس سے کروائے گا،

بلکہ کروانے کے ساتھ ساتھ اس کو دلائل بھی بتائے گا کہ دیکھو یہ کام کرنا تمہارے لئے ٹھیک ہے، دیکھو نماز کا چھوڑنا تمہارے لئے ٹھیک ہے اس لئے کہ اس وقت تو جس کام میں پھنسا ہوا ہے یہ کام زیادہ اہم ہے، یہ شیطان پھر آدمی کو اس طرح کے وسوسے ڈلوائے گا اور آدمی گناہ کو گناہ نہیں سمجھے گا، جب گناہ کو گناہ نہیں سمجھے گا تو نافرمانیوں میں اتنا گر جائے گا کہ خاتمہ بھی ایمان پر مشکل ہو جائے گا۔

نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں

میرے عزیز دوستو، بزرگو! رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقع پر موجود ہیں، کفار کا لشکر سامنے کھڑا ہے اور یہ خیال ہوا کہ اگر ہم نماز پڑھنے لگ گئے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ دشمنوں سے غافل ہو جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ ہم سجدے میں جائیں اور یہ سارے کے سارے ہم پر حملہ بول دیں اور آ کے ہمیں قتل کر دیں، اور سب سے بڑا خطرہ، رسولِ اکرم ﷺ کی مقدس جان موجود ہے، صحابہ کو تردد ہوا، سامنے دشمن کھڑا ہے، کوئی فاصلہ نہیں ہے، نماز کا وقت آ گیا، سوچنے لگے کہ کیا کیا جائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر نمازِ خوف کی آیت اتار دی، بعض لوگوں کا خیال یہ ہوا کہ نماز موقوف ہو جائے گی اور یہ کہا جائے گا کہ چلو بعد میں پڑھ لینا، لیکن حکم آیا کہ نہیں بعد میں نہیں اسی وقت پڑھو، کیسے پڑھیں گے۔۔۔؟ کہا دو جماعتیں بنا لو، ایک جماعت نماز پڑھے اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہے، چھوڑنا نہیں ہے، معاف نہیں ہے اس حالت میں بھی، ہاں سہولت اور آسانی ضرور پیدا کر دی۔

نماز خوف کا طریقہ

اب وہاں رسولِ پاک ﷺ کے اوپر جانیں قربان کرنے والے صحابہ ہیں، اب دو جماعتیں تو بنائیں گے، ایک میں رسولِ پاک ﷺ ہوں گے ایک میں نہیں ہوں گے، جس میں رسولِ پاک ﷺ ہوں گے اس میں رسولِ پاک ﷺ ہی امامت کروائیں گے، وہ ہی نماز پڑھائیں گے اور پھر دوسری میں کوئی اور امیر بنایا جائے گا، رسولِ پاک ﷺ تو وہاں نہیں ہوں گے کیونکہ نماز تو ایک بار پڑھی جائے گی، دوبار تو نہیں پڑھی جائے گی، اب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو تردد ہوا اور ہر ایک کی تمنا ہونے لگی کہ میں اس جماعت میں ہو جاؤں جس میں رسولِ پاک ﷺ ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ چاہت بھی، یہ منشاء بھی پوری کردی، کہا ایسا کرلو، سفر ہے تو دو رکعتیں آپ نے پڑھنی ہیں، کہا دو جماعتیں بنالو، ایک جماعت دشمنوں کے سامنے کھڑی رہے اور ایک جماعت آپ کے پیچھے آکے نماز پڑھے، جب آپ پہلی رکعت پوری کرلیں تو یہ جو جماعت آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے، یہ جماعت اسی حالت میں بغیر بات کیے دشمنوں کے سامنے چلی جائے اور وہ جماعت آجائے جو ابھی تک دشمنوں کے سامنے کھڑی ہے وہ آکر آپ کے ساتھ ایک رکعت پوری کرلے اور آپ جب سلام پھیر لیں تو یہ جو جماعت بعد میں آئی ہے یہ اپنی دوسری رکعت پوری کرکے وہاں چلی جائے اور وہ پہلے والی جماعت پھر آئے اور آکر دوسری رکعت اپنی ادا کرے۔

سامعین محترم ذرا سوچو تو سہی کس قدر سختی کا موقع تھا، جانیں خطرے میں پڑی ہوئی تھیں، اسلام اور کفر کی جنگ ہے، اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے مال اور جانیں ہتھیلی پر رکھ کر دشمنوں کے سامنے کھڑے ہیں، کہا جا سکتا تھا کہ نماز بھی اللہ کے لئے ہوتی ہے اور یہ لڑائی بھی اللہ ہی کے لئے لہٰذا نماز کو مؤخر کردو، موقوف کردو، بعد میں قضا کر لینا، مگر ایسا نہیں، فرمایا بلکہ سہولت دے دی گئی لیکن چھوڑنی پھر بھی نہیں ہے، معاف پھر بھی نہیں ہے، اب اندازہ کریں۔

آج معمولی عذر نماز کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے

آج ہماری کیا حالت ہے، چھوٹے سے چھوٹا عذر آجاتا ہے، چھوٹے سے چھوٹا کام آجاتا ہے، کہتے ہیں کہ بعد میں دیکھ لیں گے

بعد میں پڑھ لیں گے!

فارغ ہو کر پڑھ لیں گے!

نیند نہیں قربان کرپاتے نماز کے لئے

آرام نہیں قربان کرپاتے نماز کے لئے

کھانا نہیں قربان کرپاتے نماز کے لئے

مائیں بہنیں گھر میں پکانا نہیں قربان کرپاتیں نماز کے لئے

گھر کے کام کاج نماز کے سامنے رکاوٹ بن جاتے ہیں

تو یاد رکھیں جب یہ حال ہوگا تو شیطان کا تسلط آئے گا اور فتنوں کی یلغار ہو

جائے گی، پھر انسان کے اوپر ایسے فتنے آجائیں گے کہ پھر انسان ان فتنوں سے نہیں بچ پائے گا۔

میرے عزیز دوستو بزرگو! کسی حال میں اس حکم کی چھوٹ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ حکم اگر زندگی سے نکل گیا تو فرمایا ایسا ہی ہے جیسے آدمی کے جسم سے سر کاٹ دیا ہو، گردن کاٹ دی جائے، اب اس دھڑ کی کیا حیثیت ہے؟ فرمایا نماز کی اسلام میں یہی حیثیت ہے، آدمی کے اسلام سے نماز نکل گئی تو یہ اسلام ایسا ہے کہ جس طرح سے بغیر سر کے ایک دھڑ کھڑا ہے، ایک جسم کھڑا ہے، وہ جسم چلنے سے معذور ہو گیا پھرنے سے معذور ہو گیا دیکھنے سے معذور ہو گیا سننے سمجھنے اور بولنے سے معذور ہو گیا، اسی طرح سے اس آدمی کا اسلام اور ایمان بھی ایسا ہے جس کے ایمان اور اسلام میں نماز نہیں ہے

فتنوں سے بچاؤ کی تدبیر

اس لئے نبی پاک ﷺ نے پرفتن زمانوں کے وقت یہ عمل بتایا ہے کہ نماز کے ذریعے سے آپ ان فتنوں سے بچ پاؤ گے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا: اے علی! ایک وقت انتہائی پرفتن آئے گا، اور ایسا زمانہ آئے گا، ارشاد فرمایا لوگوں کی کیفیت یہ ہوگی کہ:

"زھدو بالآخرة"

آخرت کو بھول جائیں گے۔

آخرت میں کام آنے والے اعمال چھوڑ دیں گے، اور فرمایا:

"ورغبوا فی الدنیا"

دنیا میں راغب ہو جائیں گے۔

دنیا چاہنے لگ جائیں گے، اور فرمایا:

"واکلوا المال اکلا لما"

خوب مال سمیٹ کر کھائیں گے۔

حلال، حرام، جائز، ناجائز کی تمیز کیے بغیر مال کو ہڑپ کرنے کی کوشش کریں گے۔

"واحبو المال حبا جما"

مال سے شدید محبت کرنے لگیں گے۔

کہا اے علی! جب یہ حال آئے گا تو تو کیا کرے گا؟ تو حضرت علی ؓ بھی رسولِ پاک ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، آنحضرت ﷺ نے تربیت کی تھی، آنحضرت ﷺ سے اعمال سیکھے، تو حضرت علی ؓ نے ارشاد فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ! جب یہ حال آئے گا تو سب سے پہلا کام تو میں یہ کروں گا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہیں، اعراض کر رہے ہوں گے اور دنیا جن کا مطمحِ نظر ہوگی ایسے لوگوں کے پاس میں بیٹھوں گا نہیں، ایسی مجالس میں نہیں اختیار کروں گا، ایسے لوگوں کے ساتھ میں دوستی نہیں رکھوں گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اندر کی برائیاں میرے اندر منتقل ہو جائیں، پھر ارشاد فرمایا:

"واختار اللّٰہ ورسولہ"

کہ ایسے حالات میں میرے لئے میرے اللہ کا کیا حکم ہے اور میرے نبی کا کیا حکم ہے۔

اس حکم کو میں دیکھوں گا، میں اپنی خواہشات کو نہیں دیکھوں گا، اور فرمایا جو مال، جو اسباب، جو دنیا کی چیزیں مجھے ملیں گی ان کو استعمال کروں گا، جو جائز، جو حلال، جو پاکیزہ طریقے سے نہیں حاصل ہوسکا فرمایا اصبر علیٰ ذالک اس پر صبر کروں گا، نہیں استعمال کروں گا، نہیں کھاؤں گا، لیکن حرام پیٹ میں نہیں ڈالوں گا، حرام پیٹ میں نہیں ڈالوں گا، حرام اور ناجائز اور نافرمانیاں اللہ کی نہیں کروں گا بلکہ اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کروں گا۔

تو میرے عزیز دوستو! آیئے ہم آج سے اس بات کا عزم کریں کہ اگر ہم ان فتنوں سے بچنا چاہتے ہیں، اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر ہر جگہ پر، ہر ہر گھر میں، ہر ہر بازار میں، ہر ہر گلی کوچے میں جو اللہ کی نافرمانیاں، اور انتہائی پرفتن زمانہ اور انتہائی پرخطر زمانہ، ایسے زمانے میں ہم اس دنیا سے اپنا ایمان بچا کر دنیا سے رخصت ہو جائیں اور میرا اور آپ کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے تو پھر آیئے اس بات کا عزم کریں کہ نماز جیسے اہم اور نماز جیسے سب سے بڑے فریضے کا اہتمام کریں، اور جب آدمی اس کا اہتمام کرے گا، تو پھر یاد رکھئے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جب بندہ اللہ کی طرف آنا چاہے، اور بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانا چاہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے استقبال نہ ہو، ایسا نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ سے قربت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ

میرے قریب بندہ جب ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے اور ایک دوسری حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب میرا بندہ میرے لئے سجدہ کرتا ہے، اپنے جبین نیاز کو زمین پر ٹیکتا ہے وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے میرے قدموں میں سر رکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ قدموں سے پاک ہیں لیکن مثال دینے کے لئے سمجھایا اب اندازہ، سب سے اعلیٰ، سب سے ارفع اور سب سے بہتر جو تواضع اور عارضی کا ذریعہ ہے وہ اللہ کے دربار میں سجدہ کرنا ہے، گویا کہ اس نے سجدے میں اپنے آپ کو اتنا مٹا دیا، اتنا مٹا دیا، اتنا جھکا دیا کہ اپنی ناک بھی زمین پر رگڑ رہا ہے، اپنی پیشانی بھی زمین پر رگڑ رہا ہے، گھٹنے بھی اس نے زمین پر ٹیک دیئے، ہاتھوں کو بھی اس نے زمین پر ٹیک دیا، کس لئے؟ اللہ کو راضی کرنے کے لئے، اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہم نے اپنی عزت کو خاک میں ملا دیا اور انتہائی ذلت والی جو کیفیت اور پستی اور تواضع والی جو کیفیت ہے اس کیفیت کو اس نے اختیار کیا تا کہ میرا مالک، اور میرا اللہ اور میرا خالق راضی ہو جائے تو طے شدہ بات ہے کہ جب بندہ اس کا اہتمام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

سب سے زیادہ قربت نوافل سے ہوتی ہے

حدیث پاک میں ہے کہ سب سے زیادہ جو بندے کو قربت حاصل ہوگی فرمایا وہ نوافل سے حاصل ہوگی اللہ پاک اپنا اور بندوں کا تعلق بتا رہے ہیں کہ جب بندہ میرے قریب ہوتا ہے تو قربت کی اور کیا مثال ہوگی فرمایا:

''حتیٰ کنت سمعاً''

یہاں تک کے میں اپنے پیارے بندے کا کان بن جاتا ہوں۔

میرا بندہ کان سے سنتا ہے، اللہ کیسے کان بنتا ہے؟ یہ اشارہ ہے کہ ہم اس کے کان کی حفاظت کرتے ہیں، پھر یہ غلط نہیں سنے گا، پھر یہ وہ سنے گا جو ہم چاہیں گے، فرمایا پھر میں اس بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے یہ دیکھتا ہے، اس کی ہر آنکھ اٹھنے والی عبرت کی آنکھ ہوگی، جس کی آنکھ اٹھنے والی، نافرمانی اور گناہ کی طرف نہیں اُٹھے گی، بلکہ نگاہ کا اٹھنا فرمانبرداری اور اللہ کی چاہت کے مطابق ہوگا، اور فرمایا میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے یہ پکڑتا ہے، اللہ کیسے ہاتھ بن جاتا ہے؟ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اس سے اب یہ وہ کام کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی، اور ارشاد فرمایا میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس پاؤں سے یہ چلتا ہے، کیا مطلب ہوا؟ کہ میں اس بندے کی ایسے حفاظت کروں گا کہ اب اس کا چلنا نافرمانی کی طرف نہیں ہوگا، اب اللہ تعالیٰ کی بغاوت کی طرف نہیں ہوگا۔

بہت بڑا ظلم

میرے عزیز دوستو، بزرگو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عزم کریں نمازوں کی حفاظت کا اور اپنے بچوں کو، اپنے گھر میں اس بات کا اہتمام کریں کہ جو نماز ترک کر رہے ہیں، ہم محنت کر کے نماز جیسے اہم فریضے کی طرف ان کو متوجہ کریں، اور حدیث پاک میں ہے:

"الجفاء کل الجفاء الظلم و النفاق من سمع النداء فلا یجیبہ"

کفر ہے نفاق اس شخص کا عمل جو اللہ کے منادی (مؤذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ آئے۔ (الترغیب والترھیب ص۱۶۶ ج۱)

بڑا ظلم ہے، بڑا ظلم ہے، بڑا ظلم ہے اس آدمی کا فعل کہ جو اذان سنے اور نماز کی طرف متوجہ نہ ہو، یہ بڑا ظلم ہے، بڑا ظلم ہے۔

میرے عزیز دوستو! کسی کو تھپڑ مارنا ظلم ہے، بڑا ظلم ہے کسی کو ناجائز ستانا بڑا ظلم ہے کسی کی جائداد پر قبضہ کرنا کسی کے مال پر قبضہ کرنا بڑا ظلم ہے لیکن نماز کا ترک کرنا اس سے بھی بڑا ظلم ہے نماز کا چھوڑنا اس سے بھی بڑا ظلم ہے، تو اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہم چاہتے ہیں تو پھر نمازوں کا اہتمام کرنا پڑے گا ، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قربت اور اللہ تعالیٰ کا تعلق ہمیں نصیب ہو پھر اس فریضے کا اہتمام کرنا پڑے گا، جس فریضے کے متعلق پیارے نبی ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، جو آدمی نماز پڑھے گا گویا کہ اس نے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔

اہل ایمان مردوں کا اور عورتوں کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول کی منشاء کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کی منشاء کیا ہے، ہمہ وقت ان کی یہی تلاش اور ان کی یہی کوشش ہوتی ہے اور نماز میں اللہ کی رضا ہے۔

کمزوروں کی وجہ سے اللہ کا عذاب رک جاتا ہے

یہ بات بھی یاد رکھیں انسان جب اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، بغاوت کرتا ہے، تو

اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب لانا چاہتے ہیں لیکن حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر اس کائنات کے اندر بے زبان چوپائے نہ ہوں، شیر خوار بچے نہ ہوں، بوڑھے نہ ہوں جن کی کمریں اسلام میں جھک گئی ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو فرمایا کہ ہم آسمان سے عذاب برسا دیں اپنے نافرمانوں پر، لیکن ان کی وجہ سے، شیر خوار بچوں کی وجہ سے، بے زبان جانوروں کی وجہ سے اور ان بوڑھے انسانوں کی وجہ سے فرمایا کہ انسان باقی بھی بچے ہوئے ہیں ورنہ باقی کی نافرمانیاں ایسی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کرنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے، فرمایا:

''وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَآبَّةٍ وَلٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ'' (سورۃ النحل آیت ۶۱)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی ناانصافی اور ظلم پر پکڑے تو زمین پر ایک چلنے والا بھی نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک وقتِ مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے، اور جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ تو ایک لمحہ نہ پیچھے سرک سکیں گے اور نہ ہی آگے سرک سکیں گے۔

یعنی جو لوگوں نے ظلم کیے ہیں نمازیں ترک کر کے، اللہ کی نافرمانیاں کر کے، اللہ کی بغاوتیں کر کے فرمایا اگر ہم چاہیں، تو اس ظلم اور ان جرموں کی پاداش میں ان کو ایسا پکڑیں، ایسا پکڑیں کہ زمین پر کوئی بھی باقی نہ رہے لیکن فرمایا ہم موخر کرتے ہیں ولکن یؤخرھم الیٰ اجل مسمیٰ ایک وقت تک، موت کے وقت تک ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید توبہ کرلیں، شاید کسی وقت توبہ کرلیں، اور ارشاد فرمایا:

"وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُوراً رَّحِيماً" (سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

"ومن یعمل سوءً"

جس آدمی نے گناہ کرلیا۔

یعنی وہ نافرمانی جس کا نقصان صرف اپنی ذات کو ہوتا ہے "او یظلم نفسہ" یا اپنے اوپر ظلم کیا، یعنی ایسا گناہ کیا جس کا نقصان متعدی ہو "ثم یستغفر اللہ" پھر مرنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ سے مانگ لے "یجد اللہ غفور رحیما" تو فوراً جیسے ہی اس نے اللہ سے مانگا، جیسے ہی اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت کے آنسو بہا لئے، جیسے ہی اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت کے ہاتھ پھیلائے "یجد اللہ غفور الرحیما" اللہ تعالیٰ کو پائے گا، کیسا پائے گا؟ انتہائی بخشنے والا مہربان پائے گا، انتہائی بخشنے والا مہربان پائے گا، یہ نہیں ہے کہ وہاں سے جواب آئے گا کہ نہیں ابھی نہیں قبول کروں گا، یہ نہیں ہے کہ وہاں سے جواب آئے گا کہ اتنا طویل زمانہ تو نے کیوں گزار دیا، یہ نہیں کہ وہاں سے جواب آئے گا کہ اب تو بوڑھے ہو گئے ہو، جوانی میں کہاں تھے؟ نہیں! جب بھی آجائے گا، مرنے سے پہلے جب بھی آئے گا، فرمایا "یجد اللہ غفور الرحیما" طے شدہ بات ہے کہ وہ اللہ کو غفور، بخشنے والا اور انتہائی مہربان پائے گا، کتنا مہربان؟ ماں سے بھی زیادہ مہربان

پائے گا۔

نافرمانوں سے اللہ کی محبت

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا داؤد تمہیں معلوم ہے میں اپنے نافرمانوں سے کتنی محبت کرتا ہوں؟ اپنے نافرمانوں سے کتنا پیار کرتا ہوں؟ جنہوں نے میرے حکموں کو چھوڑا، نمازوں کو چھوڑا، زکوٰۃ کو چھوڑا، بڑے بڑے فرائض کو چھوڑا، میں کیسی ان سے محبت کرتا ہوں؟ فرمایا، جب وہ مجھ سے اعراض کرکے، نافرمانی کرکے مجھ سے دور جاتے ہیں میں ان کو دیکھتا رہتا ہوں، دیکھتا رہتا ہوں، دیکھتا رہتا ہوں جیسا کہ ماں سے بچہ روٹھ کر چلا جاتا ہے، ماں صبح کو بھی دروازہ دیکھے، دوپہر کو بھی دروازہ دیکھے، شام کو بھی دروازہ دیکھے، اور بیٹا خدانخواستہ گم ہوگیا، غائب ہوگیا، ہر وقت اس کے کان کھڑے ہیں کہ شاید ابھی گھر کی گھنٹی بجتی ہے، ابھی ٹیلیفون آتا ہے کہ میں فلاں جگہ ہوں، فلاں جگہ ہوں، ہر وقت اس ماں کو بچے سے امید لگی رہتی ہے، فرمایا اس طرح سے میں اپنے نافرمانوں سے امید کرتا ہوں، اس طرح سے نافرمانوں سے امید کرتا ہوں اور فرمایا یہ حال تو میرے نافرمانوں کا ہے، اگر میرے فرمانبرداروں کو پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں، ارشاد فرمایا کہ خوشی سے ان کے کلیجے پھٹ جائیں گے۔

تو میرے عزیز دوستو بزرگو! اللہ کی رحمت سے مایوسی نہیں ہے، اللہ کے دربار میں مایوسی نہیں ہے، چلو عزم کرتے ہیں اگر آج سے پہلے نافرمانیاں ہوگئیں، نمازیں

چھوڑیں تو آج سے اس بات کا عزم کریں کہ قضا کا اہتمام کریں، جو رہ گئی ہیں فرائض اور واجبات کی قضا کریں، سنتوں کی قضا نہیں ہے، اور اگر سستی ہے، چاہے فجر کی ظہر کی، عصر کی، مغرب کی، عشاء کی، چاہے کسی بھی نماز کی سستی ہے اس سستی کو چستی میں تبدیل فرمائیں اور نماز کی طرف آئیں، اپنے گھر والوں کو بھی نماز پر تیار کریں تا کہ ہماری مغفرت ہو سکے، تا کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی، آپ کو، ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥





FIKR-E-AKHIRAT

مکتبۃ الحسنین

نزد جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی

0333-3730428

www.fikreakhirat.org